شذرات

افادات امام عبیداللہ سندھی

(۲)

اگر تدبر سے کام لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ غیر فطرتی طریقہ ایک ہی دفعہ وقوع میں آتا ہے مثلاً گھوڑے اور گدھے کے ملاپ سے خچر پیدا ہوتا ہے مگر خچر سے آگے بچہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح انسان کے جوڑے کی پیدائش "عورت" پہلی دفعہ غیر فطرتی طریقہ سے ہوئی اس کے بعد اسے فطری طریقہ پہ لے آئے وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا اس کے بعد امام قانون پیدائش کے مطابق اس کا پھیلاؤ ہوا۔ جس سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا ہوئیں وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي الخ جس انصاف کی تم دوسروں سے توقع رکھتے ہو تم خود بھی اس کے پابند ہو جاؤ یعنی جب تم اللہ تعالیٰ کے نام سے دوسروں سے انصاف کے متمنی ہو تو تمہیں خود بھی دوسروں سے انصاف کرنا چاہیے وَالْأَرْحَامَ جس طرح تم اپنے عزیز و اقارب پر ظلم نہیں کرتے اسی طرح تم دوسروں پر ظلم کرنا چھوڑ دو یعنی ان کے ساتھ اپنے عزیزوں جیسا انصاف کرو کہ سب ہی آدم کی اولاد ہیں۔

انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ انسان اپنے عزیزوں اور اقارب کا خاص طور پر خیال رکھتا ہے اور ان سے حتی الوسعت نہایت منصفانہ طور پر برتاؤ کرتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس طرح دوسروں سے ان کے رشتہ داروں کے نام سے تم انصاف دیتے ہو اسی طرح تم بھی دوسروں کے ساتھ انصاف سے پیش آؤ۔ معاشرتی زندگی میں پہلا کام انصاف ہے جس پر حکومتوں کا مدار ہے إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝ اللہ تعالیٰ تمھارا نگہبان ہے جس طرح تم لوگوں سے انصاف کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نگران ہے کہ تمھارے ساتھ بھی کم انصاف نہ ہو۔ اگر تم دوسروں کے ساتھ ظلم کروگے تو لازماً تمھیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا اس آیت میں بتلایا گیا کہ معاشرتی زندگی میں پہلا

قانون مزاجی ہے اور اسی انصاف پر حکومتوں کا دارومدار ہے۔

وَاٰتُوا الْیَتٰمٰٓی اَمْوَالَھُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ ص وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَھُمْ اِلٰٓی اَمْوَالِکُمْ ط اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا کَبِیْرًا ہ اور دے ڈالو یتیموں کو ان کا مال اور نہ بدلو برے مال کو اچھے مال سے اور نہ کھاؤ ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ یہ ہے بڑا وبال۔

جس بچے کے سر سے اس کے باپ کا سایہ اٹھ جائے اسے اسلام نے یتیم قرار دیا ہے اس لیے کہ اس کی ماں دوسرا نکاح کر سکتی ہے اور اس صورت میں وہ اپنے دوسرے خاوند کی خدمت میں مصروف رہے گی اور پہلی اولاد کی نگرانی اور تربیت حسب دلخواہ نہیں کر سکے گی۔ دوسرے خاوند سے جو اولاد ہوگی اس کی طرف لازماً زیادہ توجہ دینی پڑے گی اس لیے حکم ہوتا ہے کہ ایسے یتیموں کو ان کا مال دیدو۔ یعنی اس مال میں نہایت انصاف برتو اور اس کمزور حصے سے جس کا کوئی پرسان حال نہیں ہے انصاف کرو۔ کسان، معذور، مساکین بھی اس حصے میں داخل ہیں۔

وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ اور اس کی اچھی چیزوں کے بجائے اسے بری چیزیں مت دو۔ یعنی اس کا مال تبدیل مت کرو جس سے اسے نقصان پہنچے وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَھُمْ اور اگر تم نے ان کے اور اپنے مال سے مشترک تجارت یا کوئی کاروبار شروع کیا ہوا ہے تو اسے واپسی حصہ دے دو اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا کَبِیْرًا یہ بہت بے انصافی اور ظلم ہے اس کی دلیل نہیں دی اس لیے کہ یہ دعویٰ اس قدر زبردست ہے کہ مخاطب سے خود بخود اس کی تائید ہوتی ہے اور یہ صرف اجتماعی زندگی سے بھی ہو سکتا ہے اس لیے کہ انسان کو اپنے بچوں سے فطرتاً محبت ہو گی اگر وہ کسی یتیم کا مال غصب کرے گا جس کا کوئی پرسان حال نہیں تو اسے اس طور سمجھا سکتے ہیں کہ دیکھو اگر آج تم دوسروں سے اس قسم کا سلوک کروگے تو اگر خدانخواستہ تمھاری کل وفات ہو جائے تو تمھارے یتیموں سے بھی دوسرے اس قسم کا سلوک کریں گے۔ اس طرح وہ بہت متاثر ہو سکتا ہے۔ بنسبت اس شخص کے جو معاشرتی زندگی میں داخل ہی نہیں ہوا۔ یہ جذبات پیدا ہی نہیں ہوئے۔ اسی واسطے اسلام نے رہبانیت اور ترک دنیا کو جائز قرار نہیں دیا۔ ایک عورت تمھاری مر جائے اور اولاد اس سے ہو گی تو اس کی تکمیل یا تربیت کے لیے تم کو تکالیف پیش آئیں گی اس سے تم یتیم کی پرورش سیکھ لو۔ باپ مرے آدھا یتیم ماں مرے پورا یتیم۔ شادی نہ کرنے سے بھی اپنے معاشرہ میں خرابیاں پیدا ہوں گی۔

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا ○

اور اگر ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم کے حق میں تو نکاح کر لو جو اور عورتیں تم کو خوش آویں دو دو تین تین چار چار پھر اگر ڈرو گے کہ ان میں انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی نکاح کرو یا لونڈی جو اپنا مال ہے اس میں امید ہے کہ ایک طرف جھک نہ پڑو گے اور نہ ظلم کرو گے۔

ما طاب لکم من النساء من الحواء التی اقاربھم احیا وھم یطالبون منکم حقوقھن اگر سوسائٹی میں جنگ وغیرہ کی حالت ہو جس میں بہت سے افراد شہید ہو جائیں کما فی احد قتل سبعون من سبع مائۃ سو اس صورت میں اس قانون پر عمل کرنے کی اجازت لڑنے والی سوسائٹی کو اپنی حالت برقرار رکھنے کے لیے قانون کی ضرورت رہتی ہے مگر یہ قانون کے طور پر نہیں ہوتی۔ بلکہ فرضی مصلحت کے طور پر ہے جیسے مجبوری کی حالت میں اکل میتہ اس واسطے اس کے لیے قانون بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب وہ ضرورت پوری ہو جائے گی تو وہ قانون خود بخود ٹوٹ جائے گا مثل اکل المیتۃ والخنزیر یرتفع اجازتہ با رتفاع لافات الشروط اذفات المشروط یا جیسے کوئی گورنمنٹ کسی تحریک کو دبانے کے لیے عارضی طور کوئی آرڈیننس پاس کر دے مگر اس ضرورت کے پورا ہونے کے بعد یہ عارضی قانون خود بخود ٹوٹ جائے گا۔ غرض بچے کی بہترین تربیت گاہ اس کی ماں کی گود ہے۔ اس لیے ایک بہترین خوش اخلاق معلم جو اپنی سوسائٹی کو نہایت با اخلاق بنانا چاہتا ہے۔ وہ یہی کوشش کریگا کہ اس سوسائٹی کی عورتیں بہترین قابل اور با اخلاق ہوں۔